

قربانی کی اہمیت

صفوة العلماء مولانا سید کلب عبد نقوی رحمت مآب

اس سے اہم تر قربانیاں وہ ہیں جو قوم اور مذہب کی حفاظت کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ وہی قومیں ترقی کرتی ہیں اور دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی بسر کرتی ہیں جو قربانی کے لئے تیار ہوں۔ عیش و آرام میں پڑ جانے والے اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے عزت و آبرو گنوا دینے والے دنیا میں کامیاب نہیں ہوتے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جو موت سے بھاگتے ہیں، موت ان کا پیچھا کرتی ہے۔ اور جو خود موت کے پیچھے دوڑتے ہیں، موت خود ان سے بھاگتی ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہمیشہ وہی قومیں ابھرتی رہیں اور بڑھتی رہیں جو قربانیوں کے لئے آمادہ رہیں۔ بالکل ان کی ایسی ہی مثال ہے جیسے درختوں کو چھاٹا جاتا ہے تو وہ پھسکتے اور بڑھتے ہیں۔ انسان کے سامنے جیسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں اور جیسی سیرت اس کے پیش نظر رہتی ہے اسی انداز میں اپنے کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریخ عالم میں عظیم ترین قربانی جس میں اپنی ہر محبوب چیز کو بلند مقصد کے لئے قربان کر دیا ہو، کر بلا کے سوا کوئی نظر نہیں آتی۔ ہمیں اسی لئے ذکر مصائب سید الشہداءؑ اور کر بلا کے واقعات کی یاد قائم کرنے کی طرف ائمہ معصومینؑ نے متوجہ کیا ہے تاکہ ہمارے دلوں میں بھی شوق شہادت اور جذبہ قربانی جاگتا رہے۔ ذکر شہادت حسینؑ ہمارے لئے بقائے دوام اور حیات جاوید کا وسیلہ ہے۔ اس قوم کو بڑی سے بڑی طاقت بھی مٹا سکتی جس کے سامنے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے قربانیوں کی مثال موجود ہو اور وہ یہ کہتے ہوں یا لَیْتَنَّا کُنْنَا مَعَكُمْ فَافُورَ مَعَكُمْ واقعہ کر بلا کے مسلسل تذکروں کا نتیجہ جیتا

(بقیہ صفحہ نمبر ۷۶ پر۔۔۔۔۔)

قرآن مجید میں فرزند ان جناب آدمؑ ہائیل و قابیل کا تذکرہ کرتے ہوئے قربانی کی فضیلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ اسی کی قربانی قبول کرتا ہے جو متقی و پرہیزگار ہو۔ خداوند عالم کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا سلسلہ تو بعد میں قائم رہا لیکن قرآن میں جناب ہائیل کی قربانی کے بعد جس اہم قربانی کا تذکرہ ہے وہ جناب اسمٰعیلؑ کی قربانی ہے۔ یقیناً بوڑھے باپ کا اپنے بیٹے کو رضائے خدا کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے پر تیار ہو جانا تاریخ انسانیت میں اہم ترین واقعہ ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جناب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی نیت میں بھی معاذ اللہ کوئی کھوٹ تھا کہ جناب اسمٰعیلؑ کی قربانی فدیہ کے ذریعہ سے قبول ہوئی اور خود جناب اسمٰعیلؑ ذبح نہ ہوئے۔ بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قرآن نے پہلے مثلاً جناب ہائیل کی قربانی کا تذکرہ کیا جس کا سلسلہ جناب ابراہیمؑ تک چلتا رہا۔ ان قربانیوں کا مقصد صرف اللہ کی محبت اور اس محبت کے اظہار کے لئے بارگاہ الہی میں اپنی کسی محبوب ترین چیز کا پیش کر دینا تھا۔ لیکن جناب ابراہیمؑ کے دور سے خداوند عالم قربانی کا انداز بدلنا چاہتا تھا۔ اب وہ طریقہ قربانی پسندیدہ قرار پایا جس میں اللہ کے ساتھ خلوص و محبت کے جذبے کے علاوہ بندگان خدا کو بھی کسی طرح سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ مثلاً وہ قربانی جو ہر سال کروڑوں مسلمان دس ذی الحجہ کو انجام دیتے ہیں اس کے لئے قرآن نے ارشاد فرمایا۔ اَطْعَمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ یہ تو وہ قربانیاں ہیں جو انفرادی طور پر پیش کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے بعض لوگوں کو وقتی فائدہ ہو جاتا ہے اور کچھ بھوکوں کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ لیکن

